ISSN: 2249-7854

# اردو جرنل

۵

شعبۂ اردو، پٹنہ یونیورسٹی کا علمی، تحقیقی، کتابی سلسلہ

سرپرست
ڈاکٹر جاوید حیات

مدیر
ڈاکٹر شہاب ظفر اعظمی

خصوصی مطالعہ • ہم عصر اردو افسانہ

Scanned by CamScanner

# ترتیب


پہلی بات (اداریہ) — شہاب ظفر اعظمی — ۶

## گوشۂ خاص (ہم عصر اردو افسانہ)

### (الف) باب مباحثہ

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔ اردو افسانہ اور علامت | پروفیسر اعجاز علی ارشد | ۸ |
| ۲۔ معاصر افسانہ | ڈاکٹر اشرف جہاں | ۱۴ |
| ۳۔ معاصر اردو افسانے کا سماجی و ثقافتی منظر نامہ | ڈاکٹر عبدالحنان سبحانی | ۱۸ |
| ۴۔ بہار میں اردو افسانہ ۔ ۱۹۹۰ کے بعد | ڈاکٹر جاوید حیات | ۲۳ |
| ۵۔ بہار میں اردو افسانے کا مزاج | ڈاکٹر محمد نوشاد احمد | ۲۷ |
| ۶۔ باتیں ۔ ہم عصر افسانے کے حوالے سے | شہاب ظفر اعظمی | ۳۵ |
| ۷۔ ہم عصر اردو افسانہ کی مختلف جہتیں | ڈاکٹر زرنگار یاسمین | ۴۰ |
| ۸۔ ہم عصر اردو افسانہ کے پانچ اہم ستون | ڈاکٹر نور نبی انصاری | ۴۷ |
| ۹۔ ہم عصر اردو افسانہ کے موضوعات و مسائل | عندلیب عمر | ۵۳ |
| ۱۰۔ ہم عصر اردو افسانہ ۔ افادیت اور انفرادیت | شفقت نوری | ۵۷ |
| ۱۱۔ معاصر خواتین افسانہ نگاروں کی کہانیاں | شاذیہ کمال | ۶۰ |

### (ب) باب مطالعہ

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔ بشیر مالیر کوٹلوی کی افسانہ نگاری | ڈاکٹر اسلم جمشید پوری | ۶۵ |


Scanned by CamScanner

| | | |
|---|---|---|
| ۲۔تانیثی احتجاج کی معتبر آواز تبسم فاطمہ | ڈاکٹر ایم۔عظیم اللہ | ۷۲ |
| ۳۔کہکشاں پروین کے افسانوں کا فکری منظر نامہ | ڈاکٹر ہمایوں اشرف | ۷۷ |
| ۴۔شوکت حیات کا فن | ڈاکٹر محمد حامد علی خاں | ۸۴ |
| ۵۔جیلانی بانو کے افسانوں میں بدلتے ہوئے سماجی اقدار | ڈاکٹر مشرف علی | ۹۴ |
| ۶۔سلام بن رزاق کا افسانہ ''الم'' - ایک مطالعہ | ڈاکٹر قیصر امام | ۱۰۵ |
| ۷۔ذکیہ مشہدی اور ان کا اسلوب | ڈاکٹر مسرت جہاں | ۱۱۰ |
| ۸۔بیگ احساس کی افسانہ نگاری پر ایک نوٹ | ڈاکٹر صابر علی سیوانی | ۱۱۶ |
| ۹۔اسلم جمشید پوری کے افسانوں میں دیہات کی پیشکش | ڈاکٹر فرقان سنبھلی | ۱۱۹ |
| ۱۰۔شفیع جاوید کا تخلیقی ترفع | ڈکٹر توقیر عالم توقیر | ۱۲۸ |
| ۱۱۔عبدالصمد کا افسانہ ''پیوندکاری'': ایک تجزیہ | ڈاکٹر صبوحی اسلم | ۱۳۷ |
| ۱۲۔مشرف عالم ذوقی - ایک جنوین فنکار | ڈاکٹر محمد ضمیر رضا | ۱۴۱ |
| ۱۳۔ثقافت کا بدلتا منظر نامہ اور حسین الحق کے افسانے | عبدالرحیم | ۱۴۵ |
| ۱۴۔شکیلہ اختر کا افسانوی اختصاص | ڈاکٹر نفیس فاطمہ | ۱۵۴ |
| ۱۵۔احمد یوسف کی افسانہ نگاری - ایک جائزہ | محمد مجاہد حسین | ۱۵۸ |
| ۱۶۔شوکت حیات کی افسانہ نگاری | ڈاکٹر محمد افضل حسین | ۱۶۲ |
| ۱۷۔غزال ضیغم کے افسانوں میں عورت | شبنم | ۱۶۵ |
| ۱۸۔ترنم ریاض بحیثیت افسانہ نگار | کوئن فرحت | ۱۷۳ |
| ۱۹۔جیلانی بانو کا افسانہ ''پرامس'' | افشاں بانو | ۱۷۶ |
| ۲۰۔سہیل عظیم آبادی کی افسانہ نگاری | محمد ابرار عالم | ۱۸۲ |


## گوشۂ عام (متفرق تحقیقی وتنقیدی مضامین)


| | | |
|---|---|---|
| ۱۔دیمک زدہ جاگیردارانہ نظام کا المیہ ''لہو کے پھول'' | پروفیسر اسلم آزاد | ۱۸۴ |
| ۲۔اردو کی ترقی میں سلاطین کا حصہ | ڈاکٹر فیروز عالم | ۱۹۰ |
| ۳۔رپورتاژ نگاری اور مماثل اصناف | ڈاکٹر الفت حسین | ۱۹۸ |
| ۴۔کلام نظیر میں مستعمل اصطلاحات | عبدالغنی | ۲۰۷ |
| ۵۔ماچس لکھنوی اور ہزل | ڈاکٹر عبدالبرکات | ۲۱۳ |
| ۶۔دبستان لکھنؤ کے شعری و لسانی امتیازات | ڈاکٹر رشید اشرف خاں | ۲۱۸ |


Scanned by CamScanner

ڈاکٹر فیروز عالم
نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

# اردو کی ترقی میں سلاطین کا حصہ

اردو ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب وثقافت کا جزو لاینفک ہے۔ یہ زبان نہ صرف اس ملک کی سیکولر قدروں کی ترجمان ہے بلکہ آپسی بھائی چارہ، محبت اور رواداری کے فروغ میں ابتدا سے ہی اس کا نمایاں کردار رہا ہے۔ یہ سیکڑوں برس تک ہمارے ملک کی رابطے کی زبان رہی ہے اور نامساعد حالات کے باوجود آج بھی یہ دلوں کو جوڑنے اور قومی یکجہتی کے فروغ واستحکام میں اپنا رول ادا کر رہی ہے۔ یہ زبان بازاروں اور خانقاہوں کے زیر سایہ پلی بڑھی اور پروان چڑھی۔ ابتدا میں حکمراں طبقے نے اس کی جانب توجہ نہ دی لیکن بعد کے دنوں میں اس زبان کی ترقی میں مختلف سلاطین نے نہایت اہم کردار نبھایا۔ اردو زبان جس زمانے میں ابتدائی مراحل طے کر رہی تھی اس وقت دہلی میں خلجی، تغلق، لودی اور مغل خاندانوں کی حکومتیں یکے بعد دیگرے قائم ہوئیں۔ ان تمام حکمرانوں کا تعلق ایران، ترکستان اور اس کے آس پاس کے ان علاقوں سے تھا جہاں کی زبان فارسی یا ترکی تھی۔ فطری طور پر ان کے عہد حکومت میں سرکاری کام کاج کی زبان فارسی رہی۔ اس طرح اس عہد میں فارسی کو فروغ حاصل ہوا۔ مقامی افراد نے بھی فارسی سیکھی اور دربار میں اعلیٰ منصبوں پر فائز ہوئے۔ چودھویں صدی تک اردو دوآبہ کے علاقے کی مقبول عوامی زبان بن چکی تھی۔ ۱۲۸۷ میں جب علاء الدین خلجی نے دکن پر فوج کشی کی تو اس کے فوجیوں کی بڑی تعداد کے ساتھ یہ زبان بھی دکن پہنچی۔ ۱۳۲۷ میں جب محمد بن تغلق نے پایہ تخت دہلی سے دیوگری (دولت آباد) منتقل کیا تو شاہی حکم کے مطابق امرا اور رؤسا، اعلیٰ عہدیداران، فوج کے سپاہی، اہل حرفہ اور مختلف پیشہ ور افراد کی ایک کثیر تعداد دکن کی سرزمین پر آباد ہوئی۔ کچھ عرصے بعد بادشاہ نے اپنا فیصلہ تبدیل کیا اور پھر سے دہلی کو دارالسلطنت بنا دیا[1]، لیکن اب بہت سے لوگوں کے لیے واپس جانا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ وہ لوگ وہیں آباد ہو گئے۔ اس واقعے کی اردو زبان کی تاریخ میں خاص اہمیت ہے کیونکہ اس کی وجہ سے اردو کو دکن میں پھیلنے کا موقع ملا۔

اردو کی ترقی میں سب سے اہم موڑ دکن میں ۱۳۴۷ میں بہمنی حکومت اور اس کے زوال کے بعد پانچ خودمختار حکومتوں کا قیام تھا۔ یہ حکمراں دکن کی مقامی زبانوں سے واقف نہیں تھے اور ان کی اپنی زبان اس علاقے میں رائج نہیں ہو سکتی تھی اس لیے انھوں نے درمیانی راستا اختیار کیا اور اردو جو اس زمانے میں ہندوی کہلاتی تھی اور



Scanned by CamScanner